اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے

مدیر

ڈاکٹر مفتی محمد اسلم رضا میمن تحسینی

مفتی عبد الرشید ہمایوں المدنی
مفتی محمد احتشام قادری

https: //www.facebook. com/darahlesunnat

سلسلہ: واعظ الجمعہ

عنوان: اعمال کادارومدار نیتوں پر ہے

مدیر: ڈاکٹر مفتی محمد اسلم رضا میمن تحسینی

مُعاونین: مفتی عبدالرشید ہمایوں المدنی، مفتی محمد احتشام قادری

عددِ صفحات: ۱۲

سائز: 13×21

ناشر: ادارۂ اہلِ سنّت کراچی

: idarakhutbatejuma@gmail.com

00971559421541:

00923458090612 :

www.facebook.com/darahlesunnat

آن لائن

۱۴۴۵ھ/۲۰۲۴ء

اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے

الحمد لله ربّ العالمين، والصّلاةُ والسّلامُ على خاتمِ الأنبياءِ والمرسَلين، وعلى آلِهِ وصحبِهِ أجمعين، أمّا بعد: فأعوذُ باللهِ مِن الشّيطانِ الرّجيم، بسمِ الله الرّحمنِ الرّحيم.

حضور پُرنور، شافعِ یومِ نُشور ﷺ کی بارگاہ میں ادب واحترام سے دُرود وسلام کا نذرانہ پیش کیجیے! اللّهمّ صلِّ وسلِّم وبارِك على سيِّدِنا ومولانا وحبيبِنا محمّدٍ وعلى آلِهِ وصَحبِهِ أجمعين.

اسلام میں نیّت کی اہمیّت

عزیزانِ محترم! اِسلام میں تمام عبادات اور مُعاملات یعنی حقوق اللہ اور حقوق العباد کی صحیح ادائیگی، اور اللہ تعالی کی بارگاہ میں اِن اعمال کی قبولیت کے لیے نیّت کو بنیادی اہمیت حاصل ہے، اگر کسی اِنسان کی نیّت اِخلاص سے بھرپور ہو، اور اس کے ہر جائز عمل کا مقصد اللہ تعالی کی رِضا ہو، تو وہ عمل اللہ تعالی کی بارگاہ میں مقبول ہو جاتا ہے، اور اگر مقصد یہ ہو کہ اپنے کسی کام سے لوگوں کو نقصان پہنچایا جائے، یا خود اپنے اس عمل کی نمائش کی جائے، لوگ مجھے یہ کام کرتے دیکھیں تو میری واہ واہ ہو، مجھے نیک سمجھیں، تو وہ کام لاکھ خوبصورت ہونے کے باوجود بارگاہِ الٰہی میں مَردود ہے۔

اسلام میں اعمال کا دار و مدار نیّتوں پر ہے، حضرتِ سیّدنا عمر بن خطاب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، مصطفی جانِ رَحمت ﷺ نے ارشاد فرمایا: «إِنَّمَا الأَعْمَالُ

بِالنِّيَّاتِ، وَإِنَّمَا لِكُلِّ امْرِئٍ مَا نَوٰى فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهٗ إِلٰى دُنْيَا يُصِيبُهَا أَوْ إِلٰى امْرَأَةٍ يَنْكِحُهَا فَهِجْرَتُهٗ إِلٰى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ»(۱) "تمام اعمال کا دارومدار صرف نیّتوں پر ہے، اور ہر عمل کا نتیجہ انسان کو اس کی نیّت کے مُطابق ہی دیا جائے گا، لہذا (جس نے اللہ تعالی اور اُس کے پیارے رسول ﷺ کے لیے ہجرت کی، تو اُس کی ہجرت اللہ ورسول کی طرف ہی شمار کی جائے گی، اور) جس کی ہجرت دنیا کی خاطر ہو (یعنی ہجرت کا مقصد کوئی دُنیوی غرض ہو)، یا اُس کی ہجرت کسی عورت کی خاطر ہو، (یعنی مقصد یہ ہو کہ اُس عورت سے نکاح کرے گا)، تو وہ جس غرض سے ہجرت کرے گا، اُس کی ہجرت اُسی غرض کے لیے شمار کی جائے گی"۔

نیّت کی اہمیت پر مشتمل یہ خوبصورت حدیثِ پاک علمِ حدیث کی دنیا میں بہت اہم مقام رکھتی ہے، علمائے کرام اِرشاد فرماتے ہیں کہ دینِ اِسلام چار احادیث پر گردش کرتا ہے، اور یہ حدیث شریف اُن چار حدیثوں میں سے ایک ہے، بلکہ کچھ علمائے کرام کا تو یہ بھی فرمانا ہے کہ یہ حدیث شریف تمام اِسلامی تعلیمات کا تیسرا حصہ ہے، نبئ کریم ﷺ کی تمام احادیثِ مبارکہ میں اِس حدیث شریف سے زیادہ جامع، معانی سے بھرپور اور مفید کوئی حدیث نہیں، اور ایسا کیوں نہ ہو جبکہ تمام اعمال کا دارومدار ہی نیّتوں پر ہے؟!۔

نیّت کے صحیح ہونے کا معنیٰ ومفہوم

برادرانِ اسلام! نیّت دل کے پکے ارادے کو کہتے ہیں، ایک مسلمان کے لیے نیّت کے صحیح ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ سب سے پہلے اِسلام کے تمام

---

(۱) "صحيح البخاري" كتاب بدء الوحي، ر: ۱، صـ۱.

عقائد، یعنی (۱) صرف اللہ تعالیٰ کے عبادت کے لائق ہونے پر اِیمان رکھے، (۲) فرشتوں کے وجود اور اُن کی پاکیزگی پر اِیمان رکھے، (۳) انبیاء ورُسُل علیہم الصلوٰۃ والسلام پر اُتاری جانے والی کتابوں اور صحیفوں پر ایمان رکھے، (۴) تمام انبیاء ورُسُل کی نبوّت اور رِسالت پر ایمان رکھے، (۵) قیامت کے قائم ہونے پر ایمان رکھے، (۶) تقدیر کی اچھائی اور برائی اللہ کی طرف سے ہونے پر ایمان رکھے، اِن سب عقائد کو دل سے تسلیم کرے، اور کسی موقع پر بھی اِن سے اِنکار نہ کرے۔

دوسرے یہ کہ تمام حقوق اللہ، مثلاً نماز، روزہ، زکات، حج، قربانی، جہاد اور صدقات وخیرات دِل سے صرف اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے کرے۔

تیسرے یہ کہ حقوق العباد، مثلاً ماں، باپ، بچوں، بہنوں، بھائیوں، رشتہ داروں، پڑوسیوں، دوستوں اور دیگر اِنسانوں کے ساتھ حُسنِ سلوک دِکھاوے کے لیے نہ ہو، بلکہ صرف اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کے لیے مکمل طور پر دِل سے ہو۔

نیّت کی خرابی مُنافقانہ طرزِ عمل ہے

حضراتِ گرامی قدر! اگر نیّت صحیح ہو تو تھوڑا عمل بھی زیادہ اجر و ثواب کا باعث ہوتا ہے، اور اگر نیّت خالصاً اللہ عزّوجلّ کے لیے نہ ہو تو زیادہ عمل بھی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے ٹھکرادیا جاتا ہے، رحمتِ عالمیان صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے زمانے میں کچھ لوگ زبان سے اسلام کا اِقرار کرتے، اپنے پکے مسلمان ہونے پر قسمیں بھی کھاتے، لیکن دل میں پکّا ارادہ اور نیّت نہ ہونے کے باعث اللہ تعالیٰ نے اُنھیں دائرہ اسلام میں قبول نہ فرمایا، اور انہیں فریبی قرار دیا؛ کیونکہ وہ لوگ زبان سے تو اپنے مسلمان ہونے کا اِقرار کرتے رہے، لیکن دل سے اسلام کو تسلیم نہیں کیا، ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ ۞ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ وَمَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّاۤ

﴿أَنفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُونَ﴾[1] "کچھ لوگ کہتے ہیں کہ "ہم اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان لائے، اور وہ ایمان والے نہیں، فریب دینا چاہتے ہیں اللہ اور ایمان والوں کو، اور حقیقت میں وہ صرف اپنے آپ کو فریب دے رہے ہیں، اور انہیں شُعور نہیں"۔

بے اِیمان ہونے کی علامت

عزیزانِ مَن! نیّت کی خرابی بے اِیمان ہونے کی علامت ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿إِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُونَ قَالُوا نَشْهَدُ إِنَّكَ لَرَسُولُ اللّٰهِ ۘ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ إِنَّكَ لَرَسُولُهٗ ؕ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ إِنَّ الْمُنٰفِقِينَ لَكٰذِبُونَ﴾[2] "جب مُنافق آپ کے حضور حاضر ہوتے ہیں تو کہتے ہیں: "ہم گواہی دیتے ہیں کہ حضور یقیناً اللہ کے رسول ہیں، اور اللہ جانتا ہے کہ آپ اُس کے رسول ہیں، اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ منافق ضرور جھوٹے ہیں"۔

قرآنِ مجید کے اِن دو مقامات میں اللہ ربّ العزّت نے اِنتہائی وضاحت کے ساتھ اُن لوگوں کو بے اِیمان قرار دیا جو زبان سے تو مسلمان ہونے کا اِقرار کرتے، ایک دوسرے کو اپنے ایمان پر گواہ بھی بناتے، اور اپنے مسلمان ہونے کی قسمیں بھی کھاتے، لیکن دل سے اِسلام اور پیغمبرِ اسلام ﷺ کو قبول نہیں کرتے تھے، اور دِل سے صحیح نیّت کے ساتھ قبول نہ کرنا ہی اُن کے منافق اور بے اِیمان ہونے کا سبب قرار پایا۔

جس طرح عقیدے سے متعلق نیّت کی خرابی بے اِیمان ہونے کی علامت ہے، اِسی طرح عبادات کی ادئیگی میں نیّت کا خالصاً اللہ تعالی کے لیے نہ ہونا بھی مُنافقت کی علامات میں سے ہے، اللہ تعالی اِرشاد فرماتا ہے: ﴿إِنَّ الْمُنٰفِقِينَ يُخٰدِعُونَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ ۚ وَإِذَا قَامُوٓا إِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوا كُسَالٰى ۙ يُرَآءُونَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُونَ اللّٰهَ

---

(۱) پ۱، البقرة: ۸-۹.

(۲) پ۲۸، المنافِقُون: ۱.

﴿اِلَّا قَلِیۡلًا ﴾[1] "یقیناً منافق لوگ اپنے گمان میں اللہ کو فریب دینا چاہتے ہیں، اور وہی اُنہیں غافل کرکے مارے گا، اور جب نماز کو کھڑے ہوتے ہیں تو ہارے ہوئے دل سے، لوگوں کے لیے دکھاوا کرتے ہیں، اور اللہ کو بہت تھوڑا یاد کرتے ہیں"۔

میرے محترم بھائیو! مذکورہ بالا آیاتِ مبارکہ سے یہ حقیقت دِن کے اُجالے کی طرح واضح ہے کہ صحیح نیّت کے بغیر کوئی بھی عبادت، یہاں تک کہ نماز بھی قبول نہیں ہوتی، جو کہ تمام عبادات میں سب سے اہم عبادت ہے، اور صحیح نیّت کے بغیر کیے جانے والے یہ اعمال اِنسان کو ایمان کے اُجالے سے نکال کر مُنافقت کے ویرانے میں لے جاتے ہیں، جہاں سے آخر کار اِنسان کفر کی غلاظت بھری دلدل میں جا گرتا ہے، البتہ اگر اِنسان سچی توبہ کرکے اپنی نیّت دُرست کرلے، اپنے اعمال کو سنوار لے، اپنا تعلق اللہ عزّوجلّ اور اس کے پیارے نبی ﷺ سے مضبوط کرلے، ہر کام صرف اللہ تعالی کی خوشنودی کے لیے کرنے لگے، تو اللہ تعالی اُس بندے کو اپنی جنّت اور اس کی اَبدی نعمتوں سے نوازے گا، اور اُسے اپنے قُرب کی عظیم نعمت سے سرشار فرمائے گا۔

رضائے الٰہی اور دکھاوے کی نیّت سے نیک عمل کے اجر میں تفاوُت

حضراتِ ذی وقار! قرآنِ مجید میں اللہ تعالی نے اُن لوگوں کی خوبی بیان فرمائی جو اپنا مال صرف اِس نیّت سے اللہ تعالی کی راہ میں خرچ کرتے ہیں کہ اُن کا پروردگار راضی ہو جائے، جبکہ ان لوگوں کی برائی بھی بیان کی جو اپنا مال لوگوں کو دکھانے اور اُن میں اپنی واہ واہ کی نیّت سے خرچ کرتے ہیں، اِرشادِ باری تعالی ہے:

﴿مَثَلُ الَّذِیۡنَ یُنۡفِقُوۡنَ اَمۡوَالَهُمۡ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنۡۢبَتَتۡ سَبۡعَ سَنَابِلَ فِیۡ كُلِّ سُنۡۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ؕ وَ اللّٰهُ یُضٰعِفُ لِمَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ ﴿۲۶۱﴾ اَلَّذِیۡنَ

---

(۱) پ۵، النساء: ۱٤۲.

یُنۡفِقُوۡنَ اَمۡوَالَهُمۡ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا یُتۡبِعُوۡنَ مَاۤ اَنۡفَقُوۡا مَنًّا وَّ لَاۤ اَذًی ۙ لَّهُمۡ اَجۡرُهُمۡ عِنۡدَ رَبِّهِمۡ ۚ وَ لَا خَوۡفٌ عَلَیۡهِمۡ وَ لَا هُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ ﴿۲۶۲﴾ قَوۡلٌ مَّعۡرُوۡفٌ وَّ مَغۡفِرَةٌ خَیۡرٌ مِّنۡ صَدَقَةٍ یَّتۡبَعُهَاۤ اَذًی ؕ وَ اللّٰهُ غَنِیٌّ حَلِیۡمٌ ﴿۲۶۳﴾ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تُبۡطِلُوۡا صَدَقٰتِکُمۡ بِالۡمَنِّ وَ الۡاَذٰی ۙ کَالَّذِیۡ یُنۡفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ وَ لَا یُؤۡمِنُ بِاللّٰهِ وَ الۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ ﴿﴾[1] "جو اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اُن کی مثال اُس دانہ کی طرح ہے جس نے سات بالیاں اُگائیں، ہر بالی میں سَو ۱۰۰ دانے، اور اللہ جس کے لیے چاہے اس سے بھی زیادہ بڑھائے، اور اللہ وُسعت والا علم والا ہے، وہ جو اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں، پھر دینے کے بعد نہ احسان جتلائیں، نہ طعنہ دے کر دل آزاری کریں، ان کا اجر اُن کے رب کے پاس ہے، اور انہیں نہ کچھ خوف ہو نہ کچھ غم، اچھی بات کہنا اور درگزر کرنا اُس خیرات سے بہتر ہے جس کے بعد ستایا جائے، اور اللہ بے پرواہ حلم والا ہے، اے ایمان والو! احسان جتا کر اور اِیذا دے کر اپنے صدقات باطل نہ کر ڈالو، اس کی طرح جو اپنا مال لوگوں کے دِکھاوے کے لیے خرچ کرے، اور اللہ اور قیامت پر ایمان نہ رکھے"، یعنی اگر صحیح نیّت کے ساتھ اللہ تعالی کی راہ میں خرچ کیا جائے تو تھوڑا سا خرچ کرنا بھی کس قدر اجر و ثواب کا باعث بنتا ہے، جبکہ دکھاوے کی نیّت سے خرچ کرنے والے کے ہاتھ سوائے شرمندگی اور مایوسی کے کچھ نہیں آتا۔

مؤمن کی صحیح نیّت عمل سے بہتر ہے

رفیقانِ ملّت اِسلامیہ! اگر اِنسان کسی نیک کام کے لیے صرف صحیح نیّت ہی کر لے تو یہ اُس عمل سے بہتر ہے جو دکھاوے کے لیے کیا جائے، حضرت سیّدنا سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے: مصطفی جانِ رحمت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «نِیَّةُ

(۱) پ۳، البقرة: ۲٦۱-۲٦٤.

الْمُؤْمِنِ خَيْرٌ مِنْ عَمَلِه، وَعَمَلُ الْمُنَافِقِ خَيْرٌ مِنْ نِيَّتِه، وَكُلٌّ يَعْمَلُ عَلٰى نِيَّتِهِ، فَإِذَا عَمِلَ الْمُؤْمِنُ عَمَلاً نَارَ فِي قَلْبِه نُورٌ»[1] "مؤمن کی نیّت اس کے عمل سے بہتر ہے، اور منافق کا عمل اس کی نیّت سے بہتر، اور ہر ایک اپنی نیّت کے مُطابق عمل کرتا ہے، لہٰذا جب مؤمن کوئی عمل کرتا ہے تو اس کے دل میں نور پھُوٹتا ہے"۔

دِل نیّتوں کا مرکز ہیں

رفیقانِ گرامی قدر! در حقیقت اللہ تعالی کی بارگاہ میں وہی عمل قبول ہوتا ہے جو تقویٰ وپرہیزگاری اور اُس کی رِضا کی نیّت سے کیا جائے، قرآنِ مجید میں اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے: ﴿لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَ لَا دِمَآؤُهَا وَ لٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ﴾[2] "اللہ کو ہرگز نہ اُن کی قربانیوں کے گوشت پہنچتے ہیں، نہ اُن کے خون، ہاں تمہاری پرہیزگاری اس کی بارگاہ میں پیش ہوتی ہے"، یہی بات ایک حدیث شریف میں بھی سمجھائی گئی، حضرت سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے: نبئ کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «إِنَّ اللهَ لاَ يَنْظُرُ إِلٰى أَجْسَادِكُمْ وَلاَ إِلٰى صُوَرِكُمْ، وَلٰكِنْ يَنْظُرُ إِلٰى قُلُوبِكُمْ»[3] "اللہ تعالی نہ تمہارے جسموں کو دیکھتا ہے، اور نہ ہی تمہارے چہروں کو، بلکہ وہ تمہارے دلوں کی طرف نظر فرماتا ہے"۔

حضرت سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ ہی سے روایت ہے، سرورِ دو جہاں صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «إِنَّ اللهَ لاَ يَنْظُرُ إِلٰى صُوَرِكُمْ وَأَمْوَالِكُمْ، وَلٰكِنْ يَنْظُرُ إِلٰى قُلُوبِكُمْ وَأَعْمَالِكُمْ»[4] "اللہ تعالی تمہارے چہروں اور تمہارے

---

(١) "المعجم الكبير" سهل بن سعد الساعدي، ر: ٥٩٤٢، ٦/ ١٨٥، ١٨٦.
(٢) پ١٧، الحج: ٣٧.
(٣) "صحيح مسلم" كتاب البرّ والصلة والأدب، ر: ٦٥٤٢، صـ١١٢٤.
(٤) المرجع نفسه، ر: ٦٥٤٣، صـ١١٢٤.

اَموال کو نہیں دیکھتا، بلکہ وہ تمہارے دلوں اور اعمال کو دیکھتا ہے"، حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں: "وہ دلوں کو اِس لیے دیکھتا ہے کہ دِل نیّتوں کا مرکز ہیں"[1]۔

سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: «الناس أربعةٌ: رجلٌ آتاه اللهُ عزوجل عِلماً ومَالاً، فَهُوَ يَعمَلُ بِعِلمِه فِي مَالِه فيَقُوْلُ رَجُلٌ: لَو آتَانِي اللهُ تعالى مِثلَ مَا آتَاهُ لَعَمَلْتُ كَمَا يعمَلُ، فَهُمَا فِي الأَجر سَوَاءٌ، وَرَجُلٌ آتَاهُ اللهُ تعالى مَالاً ولم يُؤتِهِ عِلْماً، فَهُوَ يَتخَبَّطُ بِجَهْلِه فِيْ مَالِه فيَقُولُ رَجُلٌ: لَو آتَانِي اللهُ مِثلَ مَا آتَاهُ عَملتُ كَمَا يَعمَلُ، فَهُمَا فِي الوِزْر سَوَاء»[2] "لوگ چار قسم کے ہوتے ہیں: (۱) ایک قسم ان لوگوں کی ہے جن کو اللہ تعالی نے علم اور مال عطا فرمایا، تو وہ اپنے مال میں علم کے مطابق عمل کرتے ہیں، (۲) اِنہیں دیکھ کر دوسرا شخص کہتا ہے کہ اگر اللہ تعالی نے مجھے بھی اِن کی طرح مال دیا ہوتا تو میں بھی اِسی طرح عمل کرتا، لہذا اُن دونوں کا اجر ایک جیسا ہے، (۳) دوسرا وہ شخص جسے اللہ تعالی نے مال دیا مگر علم نہیں دیا، وہ اپنی جہالت کی وجہ سے مال کو فضول کاموں میں خرچ کرتا ہے، (۴) اسے دیکھ کر دوسرا شخص کہتا ہے کہ اگر اللہ تعالی مجھے بھی مال دیتا تو میں بھی اِسی طرح اُڑاتا، تو یہ دونوں گناہ میں برابر ہیں"۔

---

(١) "إحياء علوم الدين" الباب الأوّل في النية، بيان فضيلة النية، ٤/ ٣٨٢.

(٢) أخرجه ابن ماجة من حديث أبي كبشة الأنماري بسند جيد بلفظ: «مثل هذه الأمة كمثل أربعة نفر»... الحديث، كتاب الزُهد، باب النية، ر: ٤٢٢٨، صـ٧٢٢. ورواه الترمذي بزيادة وفيه: «إنّما الدنيا لأربعة نفر»... الحديث، وقال: حسن صحيح، أبواب الزهد، باب ماجاء مثل الدنيا مثل أربعة نفر، ر: ٢٣٢٥، صـ٥٣٢.

فسادِ نیّت عذاب کا باعث ہے

اگر انسان کی نیّت صحیح ہو تو بعض اوقات عمل میں غلطی بھی معاف کر دی جاتی ہے، اور اگر نیّت میں فساد ہو تو صحیح عمل کے باوجود اِنسان عذاب میں مبتلا کیا جاتا ہے، حضرت سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے: حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

«إِنَّ اللهَ تَعَالىٰ إِذَا كَانَ يَوْمُ القِيَامَةِ يَنْزِلُ إِلَى العِبَادِ لِيَقْضِيَ بَيْنَهُمْ وَكُلُّ أُمَّةٍ جَاثِيَةٌ، فَأَوَّلُ مَنْ يَدْعُوْ بِه رَجُلٌ جَمَعَ القُرْآنَ، وَرَجُلٌ قُتِلَ فِي سَبِيلِ اللهِ، وَرَجُلٌ كَثِيرُ الْمَالِ، فَيَقُولُ اللهُ لِلْقَارِئِ: أَلَمْ أُعَلِّمْكَ مَا أَنْزَلْتُ عَلىٰ رَسُولِي؟، قَالَ: بَلىٰ، يَارَبِّ! قَالَ: فَمَاذَا عَمِلْتَ فِيمَا عَلِمْتَ؟، قَالَ: كُنْتُ أَقُومُ بِه آنَاءَ اللَّيْلِ وَآنَاءَ النَّهَارِ، فَيَقُولُ اللهُ لَهُ: كَذَبْتَ، وَتَقُولُ الْمَلاَئِكَةُ لَهُ: كَذَبْتَ، وَيَقُولُ اللهُ لَهُ: بَلْ أَرَدْتَ أَنْ يُقَالَ: فُلاَنٌ قَارِئٌ، فَقَدْ قِيلَ ذَاكَ، وَيُؤْتىٰ بِصَاحِبِ الْمَالِ، فَيَقُولُ اللهُ: أَلَمْ أُوَسِّعْ عَلَيْكَ حَتّٰى لَمْ أَدَعْكَ تَحْتَاجُ إِلىٰ أَحَدٍ؟، قَالَ: بَلىٰ يَارَبِّ! قَالَ: فَمَاذَا عَمِلْتَ فِيمَا آتَيْتُكَ؟، قَالَ: كُنْتُ أَصِلُ الرَّحِمَ وَأَتَصَدَّقُ، فَيَقُولُ اللهُ لَهُ: كَذَبْتَ، وَتَقُولُ الْمَلاَئِكَةُ لَهُ: كَذَبْتَ، وَيَقُولُ اللهُ تَعَالىٰ: بَلْ أَرَدْتَ أَنْ يُقَالَ: فُلاَنٌ جَوَادٌ وَقَدْ قِيلَ ذٰلكَ، وَيُؤْتىٰ بِالَّذِي قُتِلَ فِي سَبِيلِ اللهِ فَيَقُولُ اللهُ لَهُ: فِيمَاذَا قُتِلْتَ؟، فَيَقُولُ: أَمَرْتَ بِالجِهَادِ فِي سَبِيلِكَ فَقَاتَلْتُ حَتّٰى قُتِلْتُ، فَيَقُولُ اللهُ [تَعَالىٰ] لَهُ: كَذَبْتَ، وَتَقُولُ لَهُ الْمَلاَئِكَةُ: كَذَبْتَ، وَيَقُولُ اللهُ [تَعَالىٰ]: بَلْ أَرَدْتَ أَنْ يُقَالَ: فُلاَنٌ جَرِيءٌ، فَقَدْ قِيلَ ذَالكَ» "جب قیامت کا دن ہو گا، اللہ تعالی بندوں کی طرف متوجّہ ہو گا؛ تاکہ اُن کے درمیان فیصلہ فرمائے، تمام اُمتیں گھٹنوں کے بل بیٹھی ہوں گی،

سب سے پہلے تین آدمیوں کو بلایا جائے گا: (۱) ایک وہ جس نے قرآن یاد کیا ہو گا، (۲) دوسرا وہ جو اللہ تعالی کی راہ میں قتل کیا گیا ہو گا، (۳) تیسرا وہ جسے اللہ تعالی نے زیادہ مال دیا ہو گا، اللہ تعالی قاریٔ قرآن سے فرمائے گا: کیا میں نے تمہیں وہ کلام نہ سکھایا جسے میں نے اپنے پیارے حبیب ﷺ پر نازل کیا؟، قاری عرض کرے گا: ہاں یا رب!، اللہ تعالی فرمائے گا: پھر تُو نے اپنے علم کے مطابق کیا عمل کیا؟، وہ کہے گا: میں رات دن اِس کی تلاوت کرتا رہا، اللہ تعالی فرمائے گا: تُو جھوٹا ہے، فرشتے بھی کہیں گے: تُو جھوٹا ہے، اللہ تعالی فرمائے گا: تُو نے ایسا میری رضا کے لیے نہیں، بلکہ اس لیے کیا کہ لوگ تجھے قاری صاحب کہہ کر پکاریں، لہٰذا وہ لوگوں نے کہہ لیا، اور تمہارا مقصد حاصل ہو گیا، پھر دولتمند کو لایا جائے گا، اللہ تعالی فرمائے گا: کیا میں نے تمہیں مال میں اِتنی وُسعت نہیں دی تھی جس سے تم کسی کے محتاج نہ رہو؟، وہ عرض کرے گا: ہاں یا ربّ!، اللہ تعالی فرمائے گا: میری دی ہوئی دولت سے کیا کام کیے؟، وہ کہے گا: میں رشتہ داروں سے صلہ رحمی کیا کرتا اور لوگوں میں مال خیرات کیا کرتا تھا، اللہ تعالی فرمائے گا: تُو جھوٹا ہے، فرشتے بھی کہیں گے: تُو جھوٹا ہے، اللہ تعالی فرمائے گا: تُو نے یہ کام میری رضا کے لیے نہیں، بلکہ اس لیے کیے کہ لوگ تجھے سخی کہیں، لہذا لوگوں نے دنیا میں تجھے سخی کہہ لیا، پھر شہید کو لایا جائے گا، اللہ تعالی فرمائے گا: تم کس لیے قتل ہوئے؟، وہ کہے گا: تُو نے مجھے اپنی راہ میں جہاد کا حکم دیا تھا، لہذا میں تیری راہ میں لڑا، یہاں تک کہ شہید ہو گیا، اللہ تعالی فرمائے گا: تُو جھوٹا ہے، فرشتے بھی کہیں گے: تُو جھوٹا ہے، اللہ تعالی فرمائے گا: تُو نے ایسا میری رِضا کے لیے نہیں، بلکہ اس لیے کیا کہ لوگ تجھے بہادر کہیں، سو وہ کہہ لیا گیا"، حضرت سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں: پھر رسول اللہ ﷺ نے اپنا دستِ مبارک میرے زانو پر مارتے ہوئے ارشاد فرمایا: «يَا أَبَا هُرَيْرَةَ! أُولٰئِكَ الثَّلاَثَةُ أَوَّلُ خَلْقِ

اللّٰہ تُسَعَّرُ بِہِمُ النَّارُ یَوْمَ القِیَامَةِ»[1] "اے ابوہریرہ! اللہ تعالی کی مخلوق میں سب سے پہلے اِنہی تین قسم کے لوگوں سے جہنم کو بھڑکایا جائے گا"۔

انسان کی نجات

میرے عزیز دوستو، بھائیو اور بزرگو! اگر نیّت صحیح نہ ہو تو بڑے سے بڑا عمل بھی بے فائدہ ہوجاتا ہے، معلوم ہوا کہ صحیح نیّت کے ساتھ عمل کرنے میں ہی انسان کی نجات ہے، مصطفی جانِ رحمت ﷺ نے فرمایا: «قَدْ أَفْلَحَ مَنْ أَخْلَصَ قَلْبَهُ لِلْإِيمَانِ، وَجَعَلَ قَلْبَهُ سَلِيماً، وَلِسَانَهُ صَادِقاً، وَنَفْسَهُ مُطْمَئِنَّةً، وَخَلِيقَتَهُ مُسْتَقِيمَةً»[2] "یقیناً مراد کو پہنچا وہ جس نے اپنے دل کو ایمان کے لیے خالص کر لیا، اور اپنے دل کو سلامت کیا، اپنی زبان کو سچا، اپنے نفس کو مطمئن، اور اپنی طبیعت کو سیدھا کر لیا"۔

اسی لیے بزرگانِ دین نیّت دُرست کرنے کی ترغیب دیتے رہے، اور لوگوں کی اس طرف رہنمائی فرماتے رہے، "حضرت یحییٰ بن ابی کثیر رحمہ اللہ تعالی نے فرمایا: "نیّت دُرست کرنا سیکھو؛ کیونکہ یہ عمل سے زیادہ قبولیت تک پہنچنے والی ہے"[3]، لہذا نیک عمل چھوٹا ہو یا بڑا، فرض ہو یا واجب، سنّت ہو یا مستحبّ، اپنی نیّت کو دُرست رکھیں، ہمیشہ اللہ تعالی کی رضا کو پیشِ نظر رکھیں، فسادِ نیّت سے بچیں، شہرت اور دِکھاوے کی نیّت سے نیکی نہ کریں، کہ روزِ محشر نیّتوں کا یہی فساد عذابِ جہنّم کا سبب بن سکتا ہے۔

---

(۱) "جامع الترمذي" أبواب الزهد، ر: ۲۳۸۲، صـ۵٤۲، ۵٤۳.

(۲) "مسند الإمام أحمد" مسند الأنصار، ر: ۲۱۳٦۸، ۸/ ۷۱.

(۳) "شرح الأربعين النوويّة" تحت الحديث الأوّل، ۱/ ۳.

دعا

اے اللہ! ہمیں اِخلاص کی دولت سے مالا مال کردے، ہمیں اچھی اچھی نیّتوں سے مزیّن فرما، اپنی رضا کے لیے نیک اعمال بجالانے کی توفیق عطا فرما، شہرت اور دکھاوے سے محفوظ فرما، اپنا فرمانبردار بندہ بنا، اور نافرمانی سے بچا، ہماری نیّتوں کو اخلاص کی دولت سے مالامال فرما، اور فسادِ نیّت کے باعث عذابِ جہنّم سے بچا، آمین! یاربّ العالمین!

وصلّى الله تعالى على خير خلقِه ونورِ عرشِه، سيِّدِنا ونبيِّنا وحبيبِنا وقرّةِ أعيُنِنا محمّدٍ، وعلى آله وصحبه أجمعين وبارَك وسلَّم، والحمد لله ربّ العالمين!.